مجھے ہمیشہ یہی لگتا ہے کہ خواب ایک خودرُو پودے کی طرح ہوتے ہیں جہاں نہ اگنا ہو وہیں اگ جاتے ہیں بنا چاہے بِنا مانگے وہ روشنی بھر دیتے ہیں آنکھوں میں کہ آس پاس کے سب منظر دھندلاتے جاتے ہیں۔ نوچ کر پھینکنا بھی چاہیں ان خوابوں کو تو ان کی جڑیں ہماری آنکھوں سے ہوتی ہوئی دل، جسم اور روح تک اتر چکی ہوتی ہیں۔

شاید یہی وجہ ہے کہ میں آج تک آنکھیں بند

مرہم سے آگ لگ جائے

سیما راجپوت

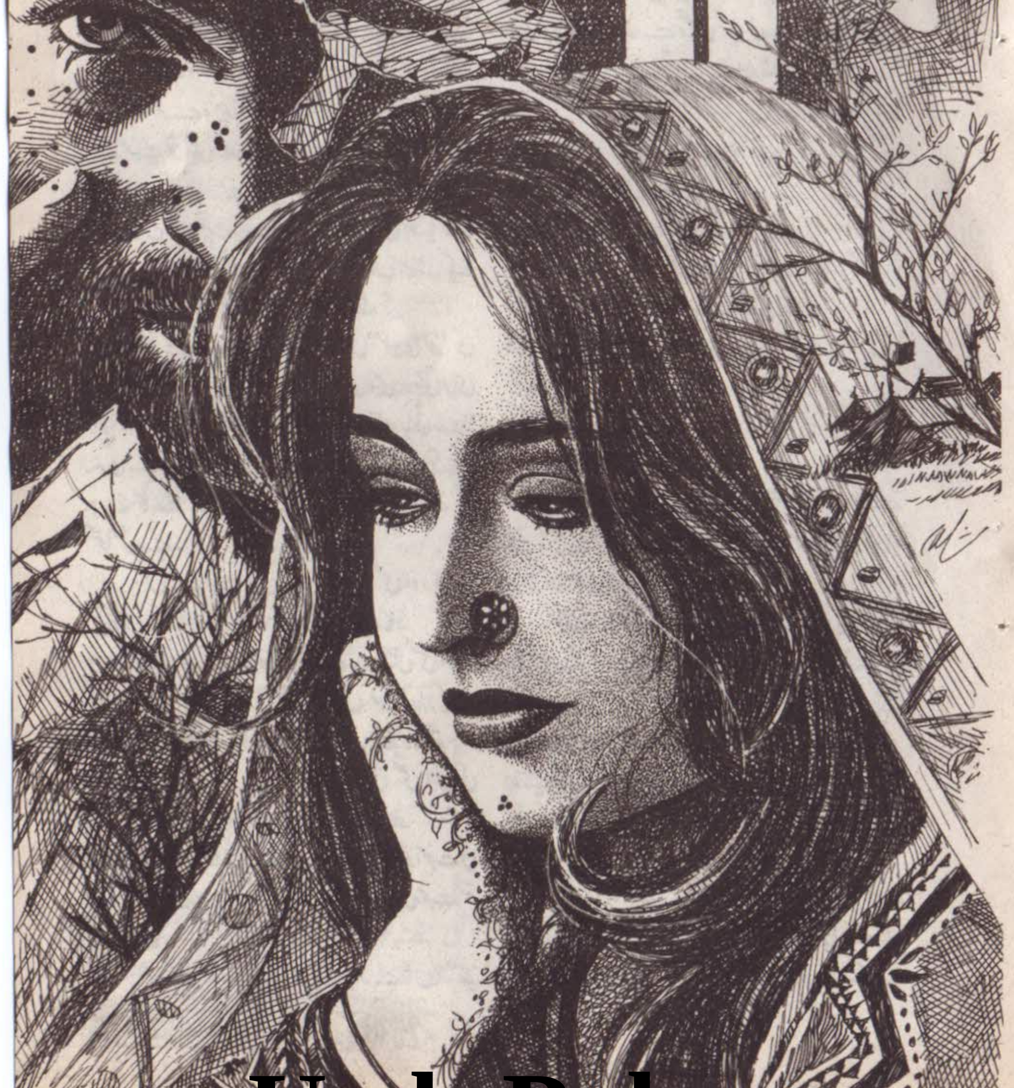

www.UrduPalace.com

کیے بیٹھی ہوں، وہ کہتا ہے میرے ساتھ رہو، میری دنیا دیکھو مگر میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اس کی بات کا اور میری خاموشی کو وہ کبھی بے وفائی کہتا ہے کبھی خودغرضی اور کبھی انا...... مگر میں اسے کبھی سمجھا ہی نہیں پائی کہ اسفند رضا خان تم نے میری زبان تک چھین لی ہے مجھ سے۔ میں مہرالنسا آفندی جسے اپنے جذبوں کی سچائی پر یقینِ کامل تھا آج بے بس ہوں، ہار گئی ہوں اسفند رضا خان تمہارے سامنے۔ کہیں پڑھا تھا کبھی کہ محبت، اعتبار کا رشتہ ہے مگر مجھے لگتا ہے...... محبت کو ضرورت ہے اعتبار کی نہ وفا کی...... کوئی وفا کرے، جفا کرے، عذاب دے یا خواب دے محبت تو بس بھاگتی رہتی ہے محبوب کے پیچھے دیوانہ وار، مجھے یاد ہے جب اس نے کہا تھا کہ سوچ لو اچھی طرح...... تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا نہیں تب اس کا یہ وار مجھے یہ سمجھا گیا کہ میں ہمیشہ یک طرفہ محبت میں ہی معجزہ ڈھونڈتی رہی۔

اس جملے کے بعد کہ سوچ لو، بس ''سوچ لو'' کی ہی بازگشت تھی میرے ہر طرف اور میں یہی سوچتی رہی کہ اسفند رضا خان کیا اب سوچنے کا وقت باقی ہے؟ زندگی کے بارہ سال تمہارے نام پر روتے، بلکتے، تڑپتے ہوئے کاٹنے کے بعد اب میرے پاس سوچنے کی گنجائش ہے۔

جس سے محبت ہوتی ہے اسے ہم کسی اور کا ہوتا دیکھ نہیں سکتے اور یہ بات اسفند کبھی سمجھ نہ سکا۔

''کسی اور کے ساتھ وقتی رہنے سے میں کسی اور کا نہیں ہوسکتا۔ میں صرف تمہارا ہوں مہرالنسا کیوں پریشان ہو۔ ہونے دو جو ہوتا ہے، کر لینے دو تقدیر کو اپنے فیصلے۔'' اور میں شاکڈ ہوجایا کرتی تھی اس کی باتوں سے، اس کی اس نام نہاد محبت سے...... شاید محبت غلط نام دیا تھا میں نے اس کے جذبوں کو، محبت کی شدت اور نوعیت بدل بھی جائے مگر محبت میں محبت ختم نہیں ہوتی۔

''بتاؤ مہرالنسا تمہیں مجھ پر اعتبار ہے ناں؟'' یہ ایک ایسا سوال ہوتا تھا جسے اسفند رضا خان بہت تاک کر داغ دیا کرتا تھا اور میں جلدی سے ہاں میں جواب دیا کرتی کہ کہیں میرا دماغ میرے دل کے فیصلے پر حاوی نہ ہوجائے یا شاید میں خود بھی نکلنا نہیں چاہتی تھی اس سحر سے مگر کب تک...؟

سامنے والے کے ہاتھ میں ایسی دودھاری تلوار تھی کہ ہر ضرب کاری تھی، ہر بار میری محبت ڈھال بنی اور وہ محبت کی ڈھال بھی اسفند نے ہی بنائی تھی پھر اس نے وہ ڈھال مجھ سے چھین بھی لی۔ میرے مسیحا نے زہر دیا مجھے خود اپنے ہاتھوں سے اور میں پی گئی۔

''مجھے جانے دو اسفند...... اپنی دنیا سے دور، میں تمہیں کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتی، آنکھ سے اوجھل رہوں گی تو سنبھال جاؤں شاید......''

''تم مجھ سے دور ہو کے جی سکتی ہو؟ مرجاؤ گی تم میرے بِنا، میں مقروض ہوں تمہاری محبت کا......''

مرے پہ سو درے والا حساب تھا اس کا......

''اگر تمہیں پتا ہے اسفند کہ میں مرجاؤں گی تمہارے بِنا تو پھر کیوں کررہے ہو ایسا...... کیوں کررہے ہو یہ شادی...... پلیز رحم کرو مجھ پر، کیا تم میری جگہ دے سکتے ہو کسی اور کو......؟''

کتنا عجیب لگتا ہے ناں جب ہم اس انسان سے رحم مانگیں جس نے جینا سکھایا ہو، محبت سکھائی ہو، دل کو دھڑکنا سکھایا ہو۔

میں ہمیشہ کہتی رہی کہ خواب راس نہیں ہیں میری آنکھوں کو...... پر وہ اسفند تھا، اسفند رضا خان جسے فاتح کہلانے کا جنون تھا جسے حاکمیت کا شوق تھا۔ اپنی پوروں سے میری بند پلکوں کو نیم وا کیا اور خواب بھر دیے میری آنکھوں میں، وہ خودرو پودا جسے آبیاری کی ضرورت بھی نہیں تھی مگر پھر بھی اسفند نے اپنے پیار سے آباد رکھا۔

میں نہ اسفند کے آفس سے استعفیٰ دے سکی نہ اسے شادی سے روک سکی کہ مفتوح لوگوں کے بس میں ہوتا ہی کیا ہے۔ پہلے پہل تو وہ مرہم رکھنے کے لیے

ہی یہ کررہا تھا مگر...... ایسے مرہم کا کیا فائدہ جس سے زخم گہرا ہوجائے۔

آج سے ایک سال پہلے جب اسفند نے اپنی منگنی کی خبر مجھے سنائی تب میں اپنے اور اس کے درمیان کے اس نادیدہ فاصلے کو ڈھونڈنے لگی جس نے اسے منگنی تک پہنچادیا اور مجھے پتا ہی نہیں چلا مگر فاصلہ تھا ہی کب؟ اس کے کھانے، پینے، سونے جاگنے ڈریسنگ کرنے تک کی روٹین میرے حافظے میں مقید ہے۔ آج تک پھر وہ کون سا پل تھا اور کتنا طویل تھا کہ جس میں اسفند تم نے کسی اور کو اپنانے کا کسی اور کو میری جگہ دینے کا، میرے خواب کسی اور کی آنکھوں میں بھر دینے کا فیصلہ کیا؟

''کیوں اسفند کیوں؟ تمہیں کیا حق ہے کسی اور کو میری جاگیر سونپ دینے کا؟''

''میں تمہارا ہوں مہر، صرف تمہارا کوئی اور اگر میرے گھر زبردستی آجائے تو کیا وہ مالک بن جائے گا میرے دل کا؟ میرے دل میں صرف تم ہو۔'' اس کا بدلتا لہجہ جانے کیا داستان سنا رہا تھا۔

''میں نے تمہارے پاس آنے سے پہلے خدا سے مدد طلب کی کہ مجھے وہ اتنی ہمت دے تاکہ میں تم پر اپنا آپ واضح کرسکوں۔ اور خدا نے تو دیکھو میری مدد بھی کردی۔'' وہ بالکل نارمل تھا۔

''میں اس سے شادی نہیں کروں گا مہر...... صرف گھر والوں کے دباؤ میں ہوں کسی طرح منالوں گا انہیں بس تم میرا ساتھ دو، مجھ سے رابطے ختم نہ کرو، پلیز تم ساتھ ہو تو میں دنیا تسخیر کرسکتا ہوں۔''

مگر نہ ہی اسفند کسی کہانی کا ہیرو تھا نہ ہی میں اتنا ظرف رکھتی تھی کہ اسفند کو اس کی ہونے والی بیوی کے نازنخرے اٹھاتے دیکھ سکتی۔

میرے ساتھ رہنے پہ دنیا تسخیر کرنے والا آج اپنی دنیا میں مگن اور مطمئن ہے، اسے مطمئن دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی مجھے...... محبت میں نارسائی کا جو دکھ مجھے رات دن کاٹ رہا تھا اس کی ہلکی سی کسک بھی اسفند کی آنکھوں میں دکھائی نہیں دیتی تھی۔

''اسفند آہیں عرش تک جاتی ہیں، تمہیں ڈر نہیں لگتا؟'' اندر کی عورت سے بحث کرتے کرتے تھک کر میں نے صرف ایک بار کہا۔

''اگر تمہاری آہ میں اتنی شدت ہے مہر تو ان جذبوں کو دعاؤں میں بدل دو ناں......''

میں ایک بار پھر لاجواب ہوگئی تھی اس کے سامنے، واقعی وہ ٹھیک کہہ رہا تھا کہ دل سے نکلی دعا عرش تک کیوں نہیں جارہی، کیا میری محبت میں کوئی کھوٹ ہے؟ نہیں قطعی نہیں......

ہم انسان اگر رب کی رضا میں راضی ہوجائیں تو ہم یوں محبتوں کا احتساب ہی نہ کریں، میں اس محبت کا احتساب کرنے بیٹھ گئی جس میں، میں تیرہ سال سے جل رہی تھی۔

کہتے ہیں ناں...... جس سے محبت ہو اسے کچھ کہنا نہیں پڑتا، دل کو دل سے راہ ہوتی ہے مگر میں یہ محبت کے سارے فلسفے سارے قضیے سارے قصے جھٹلا کے کسی بھی طرح اس تک اپنی محبت پہنچانا چاہتی تھی۔

مگر وہ اسفند تھا، اسفند رضا خان جس نے... مہرالنسا آفندی کو کبھی بولنے نہیں دیا، وہ بس آنکھوں سے محبت لٹاتا اور میں ڈھیر ہوجاتی ہمیشہ اس کی مان کر اس کی جان لیوا محبت جو ہر طرح کی زیادتی پر اتر آئی تھی اور میں اس کے آگے سرنڈر کردیتی۔ اور ہر بار وہ ایک نئی آزمائش لے کر میرے سامنے آجاتا۔

''سوچ رہا ہوں منہ دکھائی میں گفٹ کیا دوں اپنے عمر بھر کے ساتھی کو۔'' یہ بات کہہ کر اسفند نے مجھے یوں دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو تمہیں چوٹ تو نہیں لگی مہر......؟

پھر میں اسے کیا بتاتی کہ جب کوئی عورت بظاہر مضبوط ہونے کا دعویٰ کرنے لگے تو سمجھ جاؤ کہ وہ بری طرح ٹوٹنے والی ہے۔

اور اس رات میں ایک پل نہ سوسکی، نیند تو ویسے بھی نصیب میں نہیں تھی مگر اس رات جتنا غبار تھا دل

www.UrduPalace.com

میں سب اپنے پروردگار کے سامنے نکال دیا۔

پھر اس رات جیسے مجھے راستہ مل گیا، کہیں پڑھا ہوا ایک جملہ جس پر میں سختی سے کار بند رہنا چاہتی تھی ......"اپنی محبت کو آزاد چھوڑ دو اگر وہ تمہارا ہے تو کبھی پرواز نہیں کر سکے گا۔"

☆☆☆

اور یوں زندگی ایک داغ بن گئی پھر وقت کے ساتھ زخم بھرے نہیں ابھرتے چلے گئے......"تم کچھ زاد راہ ہی ساتھ کر دیتے اسفند... واپسی کا سفر اتنا مشکل ہو گا یہ مجھے اندازہ نہیں تھا۔" میں نے اسفند سے چھپنے کے لیے گاؤں جانے کا فیصلہ کیا اور اسے بنا بتائے ٹرین میں سوار ہو گئی۔

آج مجھے کائنات کی ہر شے اپنی بربادی کی سازش میں شامل لگ رہی تھی یہاں تک کہ میں خود جو اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر سمجھا کرتی تھی، میں نے بھی خود کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

اس کے جانے کے بعد میں کبھی آنکھ بند نہیں کر سکی مگر اسفند تو اسفند تھا بند اور کھلی آنکھوں میں زبردستی گھس آنے والا، مجھے اپنے آس پاس دکھائی دیتا تھا، ہنستا، بولتا، چلتا، پھرتا، لڑتا جھگڑتا، ہر بات منواتا، ہم گھنٹوں باتیں کرتے......ٹرین کی کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے وہی منظر تھے جو اسفند کے ساتھ سفر طے کرتے وقت ایک سرخوشی کا عالم ہوا کرتا تھا۔ چھوٹی، چھوٹی ہزار خوشیاں اور یادیں تھیں، وہ اب ہمراہ تھیں مگر وہ نہیں تھا جس نے سانس لینی سکھائی تھی۔

"مہر تمہاری آواز بہت اچھی ہے۔"

"تم اس آواز کو سلامت دینا۔"

"اپنی سانس بھلا میں خود کیسے روک سکتا ہوں۔"

میں کبھی سمجھ نہیں سکی اس کے معنی خیز جملے......اسفند کے اس خود غرضانہ فیصلے نے مجھ سے مانگا بھی تو کیا......

تو کیا اس نے اپنی اصل محبت پانے کے لیے میرا استعمال کیا تھا، یہ ایسا زخم تھا جس پر خود اسفند بھی ساری زندگی مرہم لگاتا رہتا تو بھی نہ بھرتا جو جگہ وہ پلوشہ کو مسز اسفند رضا خان بنا کے دے چکا تھا وہ آسمانوں پہ شاید درج تھا اور آسمانوں کے فیصلے کوئی بدل نہیں سکتا مگر تب میں اپنے مالک کی رضا پہ حیران تھی اگر پہلے ہی راضی ہو جاتی اپنے رب کی رضا میں تو یہ نارسائی کا دکھ ساتھ نہ ہوتا آج اور کاش کہ وہ بھی کبھی کہتا......"مجھے نیند نہیں آتی مہر، میں ویران ہو، میں ڈھونڈتا ہوں تمہیں۔" مگر وہ کہہ نہ سکا بلکہ وہ شاید ایک نئی محبت 'نئے ہمسفر کا نیا لطف حاصل کر چکا تھا۔

یہ اتنا بڑا صدمہ تھا کہ میں نے اسفند کی نظروں سے اس کی دنیا سے دور جانے کا فیصلہ کر لیا، کتنا کچھ کرواتی ہے ناں محبت؟ میں جو محبت دیکھنا چاہتی تھی اسے پانے کے لیے مجھے اسفند سے دور ہونا پڑا، میں تمہیں اور پلوشہ کو ساتھ دیکھ کر بھی تو لہولہان تھی مگر تم یہ بھی سمجھ نہ سکے۔ میں گاؤں واپس آ کے دُہرے عذاب سے گزر رہی تھی، نہ تمہیں دیکھ سکتی ہوں نہ سن سکتی ہوں مگر ایک سلسلہ عذاب کا چل نکلا ہے میں ٹوٹنے لگی ہوں اس گاؤں سے بھی تو اسفند کی یادیں جڑی تھیں۔

اس روز بارش ہو رہی تھی زوروں کی جب کال کر کے اسفند نے کہا کہ "میں آرہا ہوں مہر یہ بارش تمہارے ساتھ انجوائے کروں گا" اور ہم محبت گزیدہ لوگ تو بند آنکھوں سے ہی پیروی کیا کرتے ہیں محبوب کی باتوں کی......میں واحد لڑکی نہیں ہوں اسفند کی وجاہت کے سامنے اوندھے منہ گرنے والی، میں اس مسحور زدہ اکثریت کا حصہ تھی جو کچھ نہیں کر سکی اپنے دفاع میں۔

اونچا قد کاٹھ، تیکھے نقوش، صاف رنگت، روشن پیشانی، جیل سے پیچھے کیے گئے سیاہ بال، عمدہ نفیس ٹوپیس، سوٹ بلاشبہ وہ بلا کا ہینڈسم تھا۔ آج تک میں خوش قسمت ترین لڑکی سمجھتی رہی خود کو اور شاید آج بھی اندر چھپی بیٹھی اسفند کی "مہر" خود پر نازاں ہے کہ دھوکے میں ہی سہی ملی تو سہی اسفند کی محبت......مجھے وہ

کوئی آسمانوں سے اترا دیوتا ہی لگا وہ دیوتا جس نے صرف درد اور زخم دیے تب بھی میں اسے مسیحا ہی مانتی رہی کہ میرے ہر درد کا مداوا صرف اسفند ہی کر سکتا ہے تو وہ ہی مسیحا ہوا ناں......اب مسیحا کب رحم کرتا ہے یہ دیکھنے میں آ گئی ہوں اپنے گھر واپس کہ اگر وہ محبت پوجنے کے لائق ہے تو میرے دل کی عبادت گاہ میں ضرور آئے گا واپس آئے گا مگر یہ انتظار شاید اس کی واپسی تک میری جان لے لے گا۔

"میں نے جب، جب یاد کیا تب، تب تم بِنا بلائے ہی چلے آئے کیسے جان لیتے ہو؟"

"میں تمہارے اندر ہی تو رہتا ہوں مہر، کان لگائے بیٹھا رہتا ہوں کہ کب تم آواز دو' میں حاضر ہو جاؤں۔" میرے تصور میں اس کی آواز ابھرتی۔

"میں بھی خدا سے یہی دعا مانگتی آئی ہوں کہ اگر ہم ایک نہ بھی ہو سکے تو بھی یہ رابطہ، یہ محبت کبھی ختم نہ ہو کہ محبت وہ منہ زور آندھی ہے جو خود بنا لیتی ہے سارے رابطے، سارے سلسلے، سارے وسیلے......" اور میں نے ٹھیک ہی کہا اگر محبت ہوتی اسفند کو مجھ سے تو وہ کوئی راستہ نکال ہی لیتا ناں مجھ تک آنے کا۔

اگر مجھ تک نہیں آ سکے تم تو کم سے کم اس راستے پر ہی کھڑے رہتے جو مجھ تک آتا تھا؟ مگر تم نے وہ پگڈنڈی وہ راستہ ہی بدل لیا۔

اپنے جملہ حقوق کسی اور کے نام کر دیے؟ ہم ایک دریا کے دو کنارے بھی تو بن سکتے تھے؟

☆☆☆

انسان ہمیشہ وہ ہی دیکھتا ہے جو وہ دیکھنا چاہتا ہے۔ میں نے یہ دیکھا ہی نہیں کہ اسفند سب پر یکساں مہربان ہے، میں اس کے انداز کو اپنے لیے محبت سمجھتی رہی، میں وقت کے ایک تیز دھارے میں بہہ کر دور ہو چکی تھی اس سے۔

☆☆☆

میں اسفند رضا خان اس زعم میں تھا کہ کسی بھی لڑکی کو چٹکیوں میں پگھلا سکتا تھا مشرقیت اور پارسائی کا

یہ بچّے

میری رہائش آرمی کالونی میں تھی۔ قریب ہی بڑی ہمشیرہ اور ماموں زاد بھائی بھی رہتے تھے۔ سو یہ سوچ کر ہی کرائے پر یہ جگہ حاصل کی تھی کہ ایک تو محفوظ علاقہ دوسرے اڑوس پڑوس نیک اور دیندار لوگ تھے۔ رمضان کے مہینے میں افطاری کا بلاوا تقریباً روز ہی آتا۔ اگر نہ جاتی تو بھانجا خود لینے آ جاتا، خالہ ... چلیں سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں، ان کے بچے بھی مجھے روز دیکھنے کے عادی تھے۔ ایک روز افطاری سے ذرا پہلے چلی گئی کہ کچھ ہاتھ ہی بٹالوں گی کام میں...... باہر ہمشیرہ کا پوتا سائیکل چلا رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا۔ "ابھی کھانا پک رہا ہے۔" میں ہنسے بغیر نہ رہ سکی اور اندر جا کر اس کی بات سنائی سب خوب ہنسے...... کچھ روز بعد ہماری خالہ زاد بہن کا انتقال ہوا تو تین روز تک وہاں جانا پڑا۔ گھر میں ہمارے بارے میں کسی نے پوچھا کہ آج خالہ نظر نہیں آ رہیں تو جواب آیا کہ "آج وہ کہیں اور گئی ہوئی ہیں۔" کمرا قہقہوں سے گونج اٹھا تھا یہ سن کر......اب میں یہ قصہ اسے سناتی ہوں تو خوب ہنستا ہے، ماشاء اللہ اب وہ آٹھویں کلاس میں ہے۔

تحریر: فریدہ افتخار، اسلام آباد

www.UrduPalace.com

لباس اوڑھے کسی بھی دوشیزہ کے دل میں سونامی برپا کرسکتا تھا۔

مہر النسا کو پروپوز کرنے سے پہلے میں جانتا تک نہیں تھا جسے میں صرف جیتنا چاہتا ہوں وہ میری زندگی بن جائے گی۔ مجھے تو تب بھی پتا نہیں چلا جب میں نے اسے کسی انعام کی طرح جیت کر ایک طرف رکھ دیا اور اِک نیا کھیل کھیلنے چل پڑا۔ ہاں میری شادی بھی تو صرف ایک کھیل ہی تھی جو میں نے خود اپنے ساتھ کھیلا ...... مجھے لگا کہ ایک سیدھی سادی لڑکی اپنے ماں، باپ کی مرضی سے لا کر سرخرو ہوجاؤں گا دنیا اور خدا کی نظر میں کہ میں اپنے والدین کا فرماں بردار ہوں مگر مہر النسا آفندی میری روح میں بس چکی تھی۔ میرے دن رات کو وہی ترتیب دے رہی تھی۔ میرے اندر باہر کے موسم بدل چکی تھی وہ بلکہ مجھے جینا سکھا چکی تھی وہ...... میں نے اپنے دل اپنی روح کے سارے معاملات اسی کو سونپ رکھے تھے پر آج اس سجے سجائے گھر کے اس عالیشان حجلۂ عروسی کے در و دیوار مجھ پر آن گرے تو میں نے جانا کہ میں تو دراصل اسے کھو چکا ہوں میں۔ سمجھتا راہ کہ میں مرد ہوں، سنبھل جاؤں گا...... مگر مہر النسا؟ وہ واقعی سچی محبت کر بیٹھی تھی۔

☆☆☆

میں نے زندگی سے بس یہ ہی سیکھا ہے کہ محبت، خوشی اور توجہ کے لیے ترسے ہوئے لوگ جان بوجھ کر دھوکا کھاتے ہیں شاید محبت کے دھوکے میں بھی انہیں تسکین ہوتی ہے جن سے کچھ پل وہ جی لیتے ہیں، میں نے بھی اس زندگی سے تھک کر آنکھیں بند کرلیں اور آج وہ سب باتیں سامنے نظر آرہی ہیں جو اسفند کی موجودگی میں نظر نہیں آتی تھیں۔

جب وہ آیا میری زندگی میں تب اپنے نام کی عینک پہنادی تھی اس نے مجھے سب کچھ ویسا ہی دکھائی دیتا رہا جو اسفند دکھاتا رہا۔

مجھے یاد ہے تب بھی بہت سی باتوں پر میں خاموش لبوں اور خشک آنکھوں سے روئی، دل چیخ، چیخ کر کے اسے بتانا چاہتا تھا کہ میں بہت تکلیف میں ہوں...... مگر اسفند مقابل سے ایسے قوتِ گویائی چھین لیا کرتا تھا گویا اس کی زبان ہی نہ ہو......

کاش آج وہ سامنے آجائے تب میں رو، رو کے اسے بتاؤں کہ کتنی تکلیف ہوئی تھی جب اس نے اپنی منگیتر کا بتایا تھا۔

اب کئی سال ہوگئے اس کی آواز سنے مگر آس اب بھی باقی ہے کہ کبھی وہ آئے اور یہ کہے کہ مجھے بھی تمہاری طرح درد ہورہا ہے، مہر النسا میں بھی نارسائی اور ہجر کا دکھ اٹھا رہا ہوں۔ میرے اندر کی بہت حقیقت پسند لڑکی آج بھی آئینہ لیے میرے سامنے کھڑی چیخ، چیخ کر کہہ رہی ہے کہ محبت میں جانے والوں کی واپسی تو ممکن ہے مگر جہاں محبت ہی نہ ہو وہاں انتظار کیسا......؟ میں یہ حقیقت سن تو سکتی ہوں مگر قبول ہرگز نہیں کرسکتی۔

میں آج بھی آنکھیں بند کیے اسی دنیا میں ہوں جو اسفند نے دکھائی تھی۔ مجھے اس بات کا تو سکون ہے کہ میرے جذبے سچے تھے۔ عشقِ حقیقی میں نیت صاف ہونی چاہیے تو عشقِ مجازی میں بھی نیک نیتی کا دخل ہوتا ہے۔ اگر جذبوں میں، نیتوں میں سچائی ہو تو رائگاں ایک آنسو بھی نہیں جاتا...... میرا ہجر، میرے رت جگے، میرے دکھ، میرا صبر کچھ رائگاں نہیں جائے گا اس لیے کہ خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اسفند کی اس قدر کھلم کھلا بے وفائی کے باوجود میری محبت آج بھی اسے بس ایک نظر دیکھنے کو بے چین ہے...... مجھے یقین ہے کہ آج بھی وہ ایک بار آکر مجھے ضرور پکارے گا اور میں سب گلے شکوے بھول کے اس کے قدموں میں بیٹھ جاؤں گی کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔

''مہرو میرا انتظار کرنا، میں ضرور آؤں گا۔''

بے شک وہ آئے گا تو ضرور لیکن میری لحد سجانے......

www.UrduPalace.com